ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

مختار مسعود۔۔۔احوال و آثار

حافظ محمد عبدالقدوس

پی ایچ۔ڈی اسکالر شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور

Abstract:

Mukhtar Masood has achieved a high position as a unique commentator in the world of literature. He has achieved this position by authoring works like "Awaz Dost", "Safar Naseeb" and "Loh Ayam". In Mukhtar Masood's expressive style, the colours of history and civilization are found. Apart from these masterpiece books, some short fictions have been translated and some fictions have also been published. Mukhtar Masood came to Pakistan with his family and participated in the competitive examinations held in Pakistan in 1949 and was declared successful. He held various high positions in the civil service, he was also the head of several institutions and the federal secretary. At the time when Minar-e-Pakistan was under construction in Lahore, at that time it was called "Yadgar-e-Pakistan". became the commissioner of and named it "Minar-e-Pakistan" because "monuments" belong to the dead and Pakistan is a living reality, which will live forever.

Keyword:

مختار مسعود، سفر نصیب، لوح ایام، آواز دوست، امیر بخش، شیخ عطاءاللہ

مختار مسعود دنیائے ادب میں ایک منفرد نظر نگار کی حیثیت سے اعلیٰ مقام حاصل کر چکے ہیں ۔ انھوں نے یہ مقام "آواز دوست"، "سفر نصیب" اور "لوح ایام" جیسی تخلیقات کی تصنیف سے حاصل کیا ہے۔ مختار مسعود کے تاثراتی اسلوب میں تاریخ و تہذیب کی رنگارنگی ملتی ہے۔ ان شاہکار کتب کے علاوہ چند مختصر افسانوں کے تراجم بھی کیے ہیں اور کچھ طبع زاد افسانے بھی شائع ہو چکے ہیں۔ چوں کہ مختار مسعود اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائض رہے اس لیے سرکاری تقریبات میں اپ کے خطبات اور تقاریر مختلف رسالوں میں وقتاً فوقتاً شائع ہوئے۔ مختار مسعود کا امتیاز یہ ہے کہ اس صاحب قلم نے کم لکھا لیکن جتنا لکھا سراپا انتخاب ہے۔

مختار مسعود کا شجرۂ نسب پانچویں پشت میں کشمیر کے بزرگ شیخ فتح جو راتھر (راٹھور) کہلاتے تھے سے ملتا ہے۔ جو کشمیر کے ایک گاؤں یم رتھ کے رہنے والے تھے۔ پانچویں پشت میں مختار مسعود کا شجرہ نصب ان بزرگوں سے جا کر ملتا ہے جو ہندوؤں کے مظالم سے تنگ آ کر کشمیر سے ہجرت کر کے جلالپور جٹاں کے قریب موضوع لکھنوال میں عارضی طور پر مقیم ہو گئے۔(۱)

شیخ فتح راتھر کے بیٹے شیخ رحمت راتھر کا شمار بھی نیک دل اور شریف النفس لوگوں میں ہوتا تھا۔ شیخ رحمت راتھر کے بیٹے شیخ امیر بخش جو کہ مختار مسعود کے دادا تھے کا شمار پڑھے لکھے لوگوں میں ہوتا تھا۔ یہ انیسویں صدی کے اواخر کی بات ہے جب شرح خواندگی کا تناسب بہت ہی کم تھا ۔اس وقت مختار مسعود کے دادا شیخ امیر بخش عربی اور فارسی میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ انھوں نے وثیقہ نویسی کو ذریعہ معاش بنایا(۲) جسے اس وقت ایک معزز پیشہ سمجھا جاتا تھا۔ جب کہ انیسویں صدی کے اواخر میں ابھی جلالپور جٹاں میں لوگ محنت مشقت کر کے ہی روزی کماتے تھے۔

مختار مسعود کے دادا شیخ امیر بخش عربی اور فارسی کے عالم ہونے کی بنا پر تعلیم کی افادیت سے واقف تھے۔ لٰہذا انھوں نے اپنی اولاد کو بھی تعلیم دلائی ۔ شیخ امیر بخش کی شادی بیگم بی بی سے ہوئی جو نہایت پاکباز خاتون تھیں ان کے ہاں چھ بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں جن کے نام بالترتیب یہ ہیں:

۱۔ برکت علی	۲۔ محمد رمضان
۳۔ برکت بی بی	۴۔ شیخ عطااللہ
۵۔ غلام نبی	۶۔ تاج بیگم

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

۷۔ محمد اقبال ۸۔ آفتاب احمد (۳)

مختار مسعود کی آبائی زمینیں کشمیر میں تھیں جو ہجرت کے وقت وہیں رہ گئیں۔(۴) چوں کہ حالات انتہائی کشیدہ تھے اور ہندو مسلم فسادات زوروں پر تھے لہٰذا مجبوراً مختار مسعود کے خاندان کو اپنی جائیداد سے محرومی کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ جلالپور جٹاں کے حالات دیکھتے ہوئے مختار مسعود کے دادا شیخ امیر بخش بیسویں صدی کے دوسرے عشرہ میں بیوی بچوں کو لے کر گجرات چلے آئے۔(۵) شیخ امیر بخش کے سب بچوں میں سے شیخ عطااللہ (مختار مسعود کے والد) کو پڑھنے لکھنے کا بہت شوق تھا۔ انھوں نے گجرات سکول سے میٹرک پاس کرنے کے بعد دیال سنگھ کالج لاہور میں داخلہ لے لیا۔ یہاں سے بی۔اے کرنے کے فوراً بعد ان کی شادی منشی برکت علی کی صاحبزادی شاہ بیگم سے مارچ 1921 میں ہوئی۔ 1922 میں آپ کے ہاں پہلے لڑکے "مختار محمود" کی پیدائش ہوئی۔ اسی سال آپ نے اسلامیہ کالج لاہور سے ایم۔اے اکنامکس اچھے نمبروں میں پاس کیا اور مرے کالج سیالکوٹ میں معاشیات کے استاد مقرر ہوئے۔ 15 دسمبر 1926 کو آپ کے ہاں دوسرے لڑکے کی پیدائش ہوئی جس کا نام "مختار مسعود" رکھا گیا۔ تین برس بعد یعنی نومبر 1929 میں شیخ عطااللہ کا انتخاب علی گڑھ یونیورسٹی میں ایک استاد کی حیثیت سے ہوا یہاں آپ نے انیس سال تک درس وتدریس کے فرائض سرانجام دیے۔ (۶)

پڑھنے لکھنے کا شوق شیخ عطااللہ کو فطری طور پر ودیعت ہوا۔ آپ تحقیق اور تدوین کے کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔اس کے علاوہ آپ متعدد کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔نومبر 1926 میں انٹر کے طالب علموں کے لیے (Intermediate of Economics) سادہ اور عام فہم انگریزی زبان میں لکھی۔ 1932 میں آئین صحت کے عنوان سے ایک کتاب لکھی۔ اس وقت مختار مسعود علی گڑھ میں پانچویں جماعت کے طالب علم تھے۔ 1937 میں ان کی تصنیف (Co – operative Movement in India) منظر عام پر آئی۔علامہ اقبال سے خصوصی لگاؤ تھا لہٰذا علامہ اقبال کے خطوط کو بڑی محنت اور عرق ریزی سے کتابی شکل میں مرتب کیا۔ 1949 میں (Revail of Zakat) لکھی ۔اس کے علاوہ (Wealth of Nation) کا ترجمہ دولت اقوام کے عنوان سے کیا۔یکم اکتوبر 1954 کو اسلامیہ کالج چنیوٹ میں بحیثیت پرنسپل تعینات ہوئے(۷) اور کالج کے تعلیمی معیار کو بلند کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ (۸)

مختار مسعود کی والدہ شاہ بیگم کی بھی انتہائی سیدھی سادی گھریلو اور مذہبی خاتون تھیں۔اپنے شوہر کی تمام تر مصروفیت کے باوجود کبھی حرف شکایت زبان تک نہ لائیں اور اپنے بچوں کی دینی اور دنیوی تعلیم و تربیت کے فرائض احسن طریقے سے انجام دیتی رہی اور ان کا انتقال 1966 میں ہوا۔ شیخ عطااللہ گردے کی تکلیف میں مبتلا ہونے کے باوجود تحقیق وتدوین کے کام جاری رکھے ہوئے تھے۔اس انتھک محنت اور جان فشانی کے باعث ان کی صحت بری طرح متاثر ہوئی اور بالآخر 31 دسمبر 1968 میں وہ اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔مختار مسعود نے اپنے والد کی لوح تربت پر یہ مصرع کندہ کروایا:

نگاھے یا رسول اللہ نگاھے (۹)

مختار مسعود سیالکوٹ میں پیدا ہوئے جیسا کہ ابتدا میں تذکرہ ہو چکا ہے کہ مختار مسعود کی تاریخ پیدائش 15 دسمبر 1926 ہیں لیکن سرکاری کاغذات پر آپ کی تاریخ پیدائش 2 جون 1927 درج ہے۔(۱۰) سیالکوٹ میں پیدا ہونے کی وجہ سے آپ کو علامہ اقبال اور شہر اقبال سے محبت اور خاص اور انسیت ہے۔اسی بات کا تذکرہ سید ضمیر جعفری یوں کرتے ہیں:

"آپ شہر اقبال میں پیدا ہوئے، ذہنی طور پر رہائش بھی شعر اقبال میں رکھتے ہیں۔"(۱۱)

مختار مسعود کے گھر کا ماحول مذہبی اور علمی تھا۔ چناں چہ رسمی تعلیم سے قبل ہی آپ کی غیر رسمی تعلیم کا آغاز گھر سے ہو چکا تھا۔عربی اور فارسی سے محبت آپ کو ورثے میں ملی تھی۔والد محترم جو علی گڑھ میں درس وتدریس کے فرائض انجام دے رہے تھے، نہیں اپنے بیٹے مختار مسعود کو بھی پانچ سال کی عمر میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا پہلی جماعت کا طالب علم بنادیا ۔ آپ ابتدا ہی سے بے حد ذہین تھے۔ سو والدین کی صحیح تربیت نے سونے پر سہاگے کا کام کیا اور اس گوہر نایاب کو مزید نکھار بخشا۔والدین کی تربیت کے اثر کا تذکرہ نظیر صدیقی ان لفظوں میں کرتے ہیں:

"مختار مسعود علامہ اقبال کے خطوط کے مشہور مگر نایاب مجموعہ اقبالنامہ کے مرتب اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے مشہور استاد معاشیات عطااللہ کے چشم وچراغ ہیں۔ اگرچہ "قحط الرجال" میں انھوں نے اپنے والدین کے بارے میں دو چار ہی جملے لکھے ہیں لیکن ان سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ان کے ذہن کی تشکیل اور کردار کی تربیت میں ان کے والدین نے کتنا اہم کردار ادا کیا ہے۔"(۱۲)

1932 میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی پہلی جماعت میں داخلہ لینے کے بعد ہی آپ کی تعلیمی قابلیت نے ظاہر ہونے لگی۔ آپ نے اس جماعت میں اول پوزیشن حاصل کی اور دوسری جماعت کے امتحانات میں دوسرے درجے پر رہے۔ تجسس کا مادہ بچپن ہی سے آپ میں بہت تھا اس لیے ہر چیز کو بغور دیکھتے اور حافظے میں محفوظ کر لیتے۔ والد کے کہنے پر پانچویں جماعت سے آٹو گراف لینے کا شوق پیدا ہوا جو اس کے بعد بھی جاری و ساری رہا۔ 1942 میں میٹرک کا امتحان پاس کیا اور وظیفہ حاصل کیا۔ 1944 میں ایف۔اے کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ ایف۔اے میں آپ نے اکنامکس، پولیٹیکل سائنس، انگریزی اور فارسی کے مضامین منتخب کیے۔ اکنامکس میں آپ پوری یونیورسٹی میں اول رہے اور میرٹ کا سکالرشپ کے بھی حقدار قرار پائے، بی۔اے میں آپ نے اکنامکس(معاشیات)، پولیٹیکل سائنس اور انگریزی کے مضامین پڑھے اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔ انفرادی طور پر آپ اکنامکس، پولیٹیکل سائنس اور انگریزی ادب میں یونیورسٹی بھر میں اول رہے اور یونیورسٹی میڈل کے حقدار بھی قرار پائے۔

مختار مسعود نے ایم۔ اے اکنامکس مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے 1948 میں پاس کیا اور یونیورسٹی میڈل، مزمل گولڈ میڈل حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ میرٹ سکالرشپ بھی حاصل کیا۔ وہ نصابی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ ہم نصابی سرگرمیوں میں بھی بڑھ چڑھ کے حصہ لیتے رہے اور ہر میدان میں اپنی خداداد صلاحیتوں کا لوہا منواتے رہے۔ کھیل کود سے بھی خاصا شغف تھا لہٰذا ایتھلیٹکس میں عمدہ کارکردگی دکھانے پر بے شمار انعامات اور اسناد وغیرہ حاصل کیں ۔

مختار مسعود ایک شعلہ بیاں خطیب بھی رہے۔ تقاریر کے کل ہند مباحثوں میں بھی شرکت کی۔ آپ 1947 میں آل انڈیا انٹر یونیورسٹی کے انگلش مباحثے میں بہترین مقرر قرار پائے۔ گویا طالب علمی کے زمانے محض کرمک کتابی نہ تھے بلکہ زندگی کو بھرپور طریقے سے گزار اور دوران تعلیم بہترین اتھلیٹ، بہترین مقرر، مشاق شہ سوار اور عمدہ پیراک رہے۔ طبعی ذہانت و مطانت کا مظاہرہ ہر امتحان میں نمایاں پوزیشن حاصل کر کے کیا جس کا اعتراف اختر امان نے ان الفاظ میں کیا ہے:

> "ابتدا میں جو نوجوان ایک ممتاز طالب علم، کل ہند سطح کا مقرر، شہسوار، اتھلیٹ، پیراک اور تحریک پاکستان کا رکن تھا وہ آج وفاقی سیکرٹری ہے۔"(۱۳)

1948 میں پاکستان آئے اور پہلی ملازمت بطور Economic Investigator کی ۔ اس دوران P.A.S (Pakistan Administrative Service)موجودہ C.S. P (Pakistan Civil Service) کے امتحانات سے متعلق ایک اشتہار چھپا جس کو پڑھنے کے بعد اس میں شرکت کا فیصلہ کر لیا اور ملازمت سے اس کا استعفیٰ دے کر لاہور چلے آئے۔ اس وقت آپ کے والد شیخ عطاءاللہ ڈگری کالج آف کامرس میں وائس پرنسپل تھے۔ ان کے پاس رہائش کے لیے ذاتی مکان نہ تھا اور ہندوستان سے ہجرت کرنے کے بعد آپ کے خاندان کو بھی ان تمام مشکلات و مصائب کا سامنا تھا جن سے ہر پاکستانی دوچار تھا۔ فی الحال آپ کے والد اپنے بھتیجے کے ساتھ لاہور میں رہ رہے تھے۔ چناں چہ مختار مسعود یکسوئی سے مطالعے کی غرض سے اپنے چچا کے پاس گوجرانوالہ چلے گئے وہیں خود کو ایک کمرے تک محدود کر لیا۔ چوبیس گھنٹوں میں سے بیس گھنٹے مطالعہ کیا۔ دو ہفتے بعد امتحانات تھے اس لیے خوب محنت کی اور ان امتحانات میں سرخروئی حاصل کی۔ اس حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے مختار مسعود کہتے ہیں کہ :

> "2 جنوری 1949 کو سول سروس (پی۔اے۔ایس) کے امتحانات سینٹرل ماڈل سکول کے پیچھے واقع سینٹرل ٹریننگ سکول کے ہال میں شروع ہوئے۔ اس امتحان کے پرچے ٹامس ڈی لا رو کمپنی لندن (جو دنیا بھر میں نوٹ اور ٹکٹ چھاپنے کے لیے مقبول تھی) سے چھپ کر آئے۔ پاکستانی کرنسی بھی اس وقت یہی کمپنی چھاپتی تھی۔ پرچوں کو اس قدر خفیہ رکھنے کی وجہ یہ تھی کہ طالب علموں کو قبل از وقت سوالات معلوم نہ ہو سکیں۔" (۱۴)

اس امتحان میں کامیابی کے بعد C.S.P کے رکن کی حیثیت سے سی۔ایس۔پی اکادمی(سی۔ایس۔پی اکادمی)لاہور میں تربیت حاصل کی اور 6 اکتوبر 1949 کو بائیس برس کی عمر میں مختار مسعود نے باقاعدہ طور پر سول سروس آف پاکستان میں شمولیت اختیار کر لی۔ ملازمت کی اس تربیت کے دوران کئی سرکاری دورے بھی کیے جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

۱۔ 1949 تک 1950 ء آپ نے پبلک ایڈمنسٹریشن کورس سی۔ایس۔پی اکیڈمی لاہور سے تقریباً نو ماہ کے عرصے میں کیا۔

۲۔ ۱۹۵۱ء میں پبلک ایڈمنسٹریشن کورس آسٹریلیا سے تقریباً چار ماہ کی مدت میں کیا۔

۳۔ 1954 تا 1955 آپ نے پبلک فنانس کورس "لندن" انگلستان سے تقریباً چار ماہ کے دورانیہ میں مکمل کیا ۔

۴۔ 1963 میں ڈویلپمنٹ اینڈ مسٹریشن کورس سٹاف لاہور سے تقریباً تین ماہ کے عرصے میں مکمل کیا۔ (۱۵)

ملازمت کی تربیت کے بعد آپ مختلف اعلی سرکاری عہدوں پر فائز رہے اپنی 30 سالہ سرکاری ملازمت کے دوران آپ کو متعدد اندرون اور بیرون ملک سفر کے مواقع میسر آئے جن کی فہرست خاصی طویل ہے اور اس مقالے میں پیش کرنا ممکن نہیں بہر کیف چند عہدوں اور اسفار کا اجمالی تذکرہ ذیلی سطور میں پیش کیا جارہا ہے۔

آپ کو سرکاری سطح پر آر۔ سی۔ ڈی(R.C.D) کورس آف پاکستان سٹاف کالج، نیشنل انسٹیٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن لاہور/ کراچی(پاکستان)، ایئر فورس سٹاف کالج، پاکستان نیول سٹاف کالج، ایسوسی ایشن آف کیمیکل انجنیئرز آف پاکستان اور انسٹیٹیوٹ آف مینجمنٹ جیسے اداروں میں مدعو کیا گیا جہاں آپ نے معاشرتی ترقی، پبلک فنانس، صنعتی ترقی، پبلک سیکٹر انڈسٹری اور معاشی ترقی میں پبلک کارپوریشن کے اہم موضوعات پر خطاب کیا اور اپنے علمی تجربے سامعین کی معلومات میں گران قدر اضافہ کیا۔

IBRD کے تحت 1965 میں امریکہ میں ہونے والے سندھ طاس معاہدے کے لیے آپ کو ڈپٹی لیڈر کے طور پر بھیجا گیا۔

1969 میں یوگوسلاویہ میں اقوام متحدہ کے ایک سیمینار جو کے پبلک کارپوریشن کے سلسلے میں تھا، میں ایک ماہر کی حیثیت سے شرکت کی۔

1970 میں ایک ٹیم جاپان میں صنعتی منصوبوں پر گفت وشنید کے لیے روانہ کی گئی جس کے انچارج مختار مسعود تھے۔

1970 ہی میں صنعتی منصوبوں پر بات چیت کے لیے لیڈر کی حیثیت سے عوامی جمہوریہ چین جانے کا اتفاق ہوا۔

ترقیاتی منصوبوں کا طریق کار دیکھنے کے لیے 1972 میں ایک مطالعاتی گروپ مختار مسعود کی سربراہی میں ملائشیا روانہ کیا گیا۔

۱۹۷۳ء میں مشرقِ وسطی کے دورے پر روانہ ہوئے جہاں تیل (OIL) کے سلسلے میں گفت وشنید کی گئی۔

1974 میں ECAFE کہ تیسویں سالانہ اجلاس میں شرکت کے لیے لیڈر بن کر (کولمبو) سری لنکا جانے کا اتفاق ہوا۔ اسی سال عالمی ادارہ صحت نے علاقائی مشیر خصوصی (پالیسی بنانے والوں کو) صحت، خاندانی منصوبہ بندی اور ڈرافٹ ورلڈ پلین آف ایکشن کی پالیسی بنانے والوں کو منیلا کے اجلاس میں آپ کو ایک ماہر کی حیثیت سے بلایا۔

1975 میں زرعی ترقی کے سلسلہ میں بین الاقوامی فنڈز کے حوالے سے روم میں مقروض ممالک کے دوسری میٹنگ منعقد کی گئی جس میں پاکستانی کی نمائندگی مختار مسعود نے کی۔ اسی سال F.A.O کے اٹھارویں اجلاس میں بھی شرکت کی جو کہ روم میں تھا۔

1976 میں FAD کی میٹنگ میں شرکت کی۔

1977 میں GATT کی اٹھارویں مشاورت منعقدہ (جنیوا) سوئٹزرلینڈ میں ایک ماہر کی حیثیت سے شرکت فرمائی۔ اسی سال پاکستانی تجارتی وفد کی واشنگٹن (امریکہ) میں ٹیکسٹائل تجارتی مہارے پر بات چیت کے سلسلہ میں جانے والے وفد کے قیادت مختار مسعود نے ہی کی۔

1978 میں بارڈر ٹریڈ کی میٹنگ میں شرکت کی جس کا اجلاس ہنگری میں منعقد کیا گیا۔ اکتوبر 1978 میں عالمی بینک IMF کی میٹنگ میں شرکت کی (منعقدہ واشنگٹن) 1979 میں IBRD کے ساتھ قرضے کی بات چیت کے سلسلہ میں واشنگٹن گئے۔ جون 1983 میں تہران (ایران) میں تیل پر گفت شنید کے لیے بھیجے گئے۔ 1984 میں ADNOC کے ساتھ خام تیل کے معاہدے کے لیے ابوظہبی گئے۔ اسی سال PETROMIN کے ساتھ خام تیل پر بات چیت کے لیے سعودی عرب گئے جہاں پاکستانی وفد کی قیادت کی۔ 1984۔ 85 میں نیشنل ایرانی تیل کمپنی کے ساتھ معاہدے کے لیے بھیجے گئے وفد کی قیادت کی 1985 میل سیول (SEOUL) میں ٹیکسٹائل ایکسپورٹنگ ممالک کے گروپ کی میٹنگ میں شرکت کی۔ اسی سال ڈھاکہ میں پاکستان اور بنگلہ دیش کی جوائنٹ کمپنی کا پانچواں اجلاس ہوا جس میں مختار مسعود نے بھی شرکت کی۔ فروری 1986 جینوا میں MFA کی میٹنگ اور مارچ میں بنکاک میں ESCAP کے ماہروں میں گروپ کے اجلاس میں شرکت فرمائی۔ 1986 میں پاک امریکہ ٹیکسٹائل معاہدے کی تجدید میں منعقد کیے گئے اجلاس کے لیے واشنگٹن تشریف لے گئے۔ 1987 میں بارٹر ٹریڈ نمبر 22 پر گفتگو کے لیے (PRAGUE) پراگ بھیجے گئے اور اسی سال بارٹر پروٹول نمبر 21 پر بات چیت کے لیے صوفیہ گئے۔

22 تا 27 دسمبر 1987 ابوظہبی میں یوم قائد پر تقریر میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جنوری 1988 میں اسلامی ترقیاتی بنک کے اسلامی تحقیقی تربیتی ادارے کے ماہرین کے مابین تبادلہ خیال ہوا جس میں مختار مسعود نے بھی ایک رپورٹ پیش کی اور اس ادارے کے صدر منتخب ہوئے۔ مارچ 1989 میں دوحہ میں یوم پاکستان کے موقع پر پاکستان کی نمائندگی کی۔

ان سرکاری دوروں کے علاوہ مختار مسعود 1966 سے لے کر 1969 تک پنجاب پبلک لائبریری لاہور کے صدر بھی رہے۔

(RCD) پاکستان، ایران اور ترقی کے ٹیبل ٹینس فیڈریشن کے صدر بھی رہے۔اس کے علاوہ 1964 تا 1972 پاکستان ٹیبل ٹینس فیڈریشن کے صدر بھی رہے۔ 1970 تک 1971 جنوبی علاقہ جات، کراچی، حیدر آباد، خیر پور (ڈویژنز) کے سکواش ایسوسی ایشن کے بھی صدر رہے۔ مختار مسعود کی ملازمت کے دورانیے کو مندرجہ ذیل گوشوارے سے ظاہر کیا جاسکتا ہے :

الف: معاشی ترقی

ا۔	فنانس بینکنگ اور معاشی منصوبہ بندی	11سال
۲۔	کامرس، صنعت، پانی، پٹرولیم اور قدرتی ذرائع خوراک، سماجی بہبود	13سال
۳۔	ایران ترکی اور پاکستان کی علاقائی معاشی کارپوریشن RCD	4سال
ب:	پبلک ایڈمنسٹریشن	6سال
ج:	جونیئر اسائنمنٹس اور ٹریننگ کورسز	4سال
	ٹوٹل=	38سال

1987 میں آپ 60 سال کی عمر میں ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔اس دوران آپ نے نہ تو کبھی سفارش سنی اور نہ رشوت لی۔ ہمیشہ بااصول زندگی بسر کی۔ آپ نے دوران ملازمت محنت اور ایمانداری سے اپنے فرائض سرانجام دیئے۔ آپ نے کبھی اصولوں سے سمجھوتہ نہ کیا جس کی وجہ سے آپ کے کئی بڑے افسر آپ سے نہ خوش رہے۔

آپ نے ملک کی ترقیاتی کاموں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کے حصہ لیا۔ مسجد شہداء، مینار پاکستان، دارالقران اور حضرت علی ہجویری کے مزار کی طرف جانے والی سڑک کو کشادہ کرایا۔ تربیلا ڈیم کی سکیم کی منظوری آپکے دور کا نمایاں کارنامہ ہے۔

مختار مسعود کی ادبی زندگی کا آغاز یوں تو زمانہ طالب علمی سے ہی ہو گیا تھا جب وہ تقاریر لکھتے اور ان پر داد وصول کرتے تھے لیکن باقاعدہ طور پر وہ ادب کی دنیا میں اس وقت متعارف ہوئے جب شام ہمدرد کی تقریب میں حکیم محمد سعید کے اصرار پر مختار مسعود نے اپنے مضمون "مینار پاکستان" کا کچھ سلسلہ سنایا۔ان کی تحریر میں ایک جادو سا تھا اور ان کے بیان میں سامعین پر رقت طاری کردی۔سب لوگ جذبات کی رو میں بہہ نکلے۔ بس یہی اس ادیب کی ادب کی دنیا میں آمد کا اعلان تھا۔

> "لوگ انھیں سول سروس کے ایک دلآویز پیکر کی حیثیت سے جانتے تھے لیکن انھوں نے شام ہمدرد میں "مینار پاکستان" پر مقالہ پڑھتے پڑھتے بہت سے نامی گرامی لکھنے والوں کو چونکا دیا۔ انداز تخاطب نے سب کا دل موہ لیا۔"(۱۷)

مختار مسعود نے کسی کے کہنے پر قلم نہیں اٹھایا بلکہ جب محسوس کیا کہ مجھے لکھنا چاہیے تب ان کا قلم سرپٹ دوڑنے لگا اور وہ الفاظ لکھنے کے نگینے جڑتے چلے گئے۔ ان کے والد شیخ عطااللہ کی بے حد خواہش تھی کہ ان کی اولاد میں سے کوئی ادب کی دنیا میں نام کمائے اور مختار مسعود نے اپنے والد کی یہ خواہش پوری کردی۔ شیخ عطااللہ کے چھوٹے بھائی آفتاب احمد کہتے ہیں:

> "16 اکتوبر 1968 کو شام ہمدرد کی تقریب منعقد ہوئی۔ میں اپنے بھائی شیخ عطااللہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا جب کہ مختار مسعود اپنے مضمون "مینار پاکستان" سے چند ایک اقتباسات سنا رہے تھے" شیخ عطااللہ مضمون کو بڑی توجہ انہماک سے سن رہے تھے۔ جب مضمون ختم ہوا تو شیخ عطااللہ مجھ سے کہنے لگے کہ آج میری زندگی کی ایک بڑی خواہش پوری ہو گئی ہے۔" (۱۸)

جیسا کہ بلائی سطور میں بیان کیا جاچکا ہے کہ مختار مسعود کے ایک اعلی سرکاری افسر رہے اور سرکاری ملازمت کی بنا پر آپ کی کچھ ترجیحات بھی تھیں چناں چہ آپ نے پہلے نوکری کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھا اور پھر ادب کی طرف متوجہ ہوئے۔ مختار مسعود کو بحثیت ادیب، افسر سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کی افسرانہ شان آپ کے ادب میں بھی نظر آتی ہے۔اس حوالے سے بات کرتے ہوئے اختر امان لکھتے ہیں:

> "مختار مسعود کا شمار ملک کے ان اہل قلم میں ہوتا ہے جن کے بارے میں بالعموم کہا جاتا ہے کہ ان کا قلم بڑا زوردار ہے۔۔۔۔اس طرح جب وہ اپنے سرکاری فرائض کی ادائیگی میں بھی اپنے قلم کو کام میں لاتے ہیں تو ان کا لکھا ایک

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

"مختار" کا لکھا ہوتا ہے یعنی فیصلہ کن ہوتا ہے۔ بطور ادیب بھی قلم میں زور موجود ہے اور بطور اعلی سرکاری افسر میں بھی قلم میں جان رکھتے ہیں۔" (۱۹)

مختار مسعود کی ملازمت کی مصروفیات میں ان کی ادبی سرگرمیاں دب کر رہ گئیں۔ لکھنا پڑھنا ان کے لیے وجہ نشاط ہے۔ لیکن ان کے باوجود ان کا اپنا مخصوص مزاج ہے۔ انھیں یوہی کہیں نہ تو تقیر کرنے پر آمادہ کیا جاسکتا اور نہ ہی لکھنے پر راضی کرنا سہل ہے۔ کوئی ایسا کام جو ان کے مزاج کے خلاف ہو ان سے کرانا ممکن نہیں۔ انھیں ستائش کی تمنا ہے نہ صلے کی پرواہ وہ تو بس اپنے شوق کی تسکین کے لیے لکھتے ہیں۔ چھپنے چھپانے سے گریز اں تقاریب اور جلسوں میں صدارت اور شرکت سے دامن کشاں یہ ان کی خصوصیات ہیں۔ کہنے والے شاید خامیاں بھی کہیں لیکن راقم الحروف کے خیال میں اگر وہ ایسا نہ کرتے تو آج اردو نثر کی تاریخ میں ایک عظیم اور منفرد نثر نگار کا اضافہ کیسے ہوتا اور قارئین ادب کو ایسی عمدہ کتابیں کیسے میسر آتیں۔

مختار مسعود کی ازدواجی زندگی بھی بہت کامیاب رہی۔ ان کی شادی اکتوبر 1956 میں ہوئی۔ بیگم عزرا مسعود نے بھی اپنے شوہر کا ہر موقع پر بھرپور ساتھ دیا اور ان کی کامیابی میں برابر کی حصہ دار بنیں۔ مختار مسعود کی ازدواجی زندگی کے بارے میں عمومی رائے یہ ہے کہ:

"ان کی خوشگوار ازدواجی زندگی میں ان کی بیگم صاحبہ کا حصہ زیادہ ہے کیوں کہ ایک دین دار وصالح خاتون ہونے کے باعث انھوں نے شروع ہی سے اپنے میاں کی "قوامیت" کو برضا اور رغبت تسلیم کیا ہوا ہے وہ تمام اہم امور میں بھی اپنی رائے دینے کے بعد فیصلہ "قوام صاحب" پر چھوڑ دیتی ہیں۔ مختار مسعود صاحب کو (کسی ذاتی وجہ سے) ناپسند کرنے والے اصحاب بھی کبھی انھیں کسی سکینڈل میں ملوث کرنے کے جرات یا سازش نہ کر سکے کیوں کہ چاند پر تھوکنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ ہاں دل انھوں نے کئیوں کے توڑے ہیں یا توڑے ہوں گے۔" (۲۰)

مختار مسعود کے دو بیٹے سہیل، سلیمان اور ایک بیٹی عالیہ ہے۔ تینوں بچے بے حد مذہب، باادب اور ذہین ہیں۔(۲۱) جہاں تک مختار مسعود کے دوست احباب کا تعلق ہے تو ان کے احباب کا حلقہ انتہائی وسیع ہے۔ زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والوں سے آپ کی دوستی ہے۔ آپ کے دوستوں کے نام کچھ اس طرح ہیں۔ محترمہ ادا جعفری، نور الحسن، جعفری، نظیر صدیقی، مشتاق احمد یوسفی، عرفان احمد، مسرور حسن خان، مجید مفتی، خواجہ غفور احمد، ڈاکٹر شمیم زیدی، سید محمد احمد، اسلم کمال، ایس۔اے حمید اور ڈاکٹر شبلی۔ ان تمام اشخاص سے آپ کے قریبی تعلقات ہیں۔

مختار مسعود اردو اور انگریزی دونوں زبانوں پر کامل دسترس رکھتے ہیں۔ لہذا آپ نے دونوں زبانوں میں طبع آزمائی کی۔ آپ کی پہلی کتاب "آواز دوست" جنوری 1973 میں منظر عام پر آئی جس نے اپنی اشاعت کے ساتھ ہی صاحب کتاب (مختار مسعود) کو عظمت اور رفعت عطا کی اور ادبی دنیا میں مختار مسعود ایک اچھوتے اور منفرد ادیب کی حیثیت سے اُبھر کر سامنے آئے۔ کتاب اس قدر مقبول ہوئی کہ اپریل 2008 تک اس کے انیتس ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

مختار مسعود کی دوسری کتاب "سفر نصیب" جنوری 1981 میں یعنی سات سال بعد قارئین ادب تک پہنچی۔ "سفر نصیب" میں ایشیا سے یورپ اور یورپ سے افریقہ تک کے سفر کی روداد دلچسپ انداز میں بیان کی گئی ہے یوں تو یہ سفر آپ نے "ہوائی سفاری" میں 1974 میں کیا لیکن اس سفر کے روداد بیان کرنے کا موقع آپ کو ایران میں قیام کے دوران ملا جہاں اپ آر۔سی۔ ڈی کے سیکرٹری جنرل کے طور پر مقیم تھے۔

اردو زبان میں آپ نے تیسرا شاہکار "لوح ایام" کی صورت میں تخلیق کیا۔ یہ کتاب ایران میں اسلامی انقلاب کے موضوع پر لکھی گئی ہے۔ آپ اس نقلاب کے چشم دید گواہ ہیں۔ یہ کتاب نومبر 1995 میں معرض اشاعت میں آئی۔ انگریزی زبان پر مختار مسعود کی دسترس محتاج بیان نہیں۔ آپ نے انگریزی زبان میں دو کتابیں لکھیں:

1. "Eye Witness of History"
2. "Appraisal of Land Resource in West Pakistan"

اول الذکر تصنیف قائد اعظم کے چوالیس منتخب خطوط پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب 1968 میں شائع کی گئی جب کہ موخر الذکر کتاب 1960 میں معرض اشاعت میں آئی۔ یہ کتاب مشرقی پاکستان کے جغرافیہ اور معاشی صورتحال کے بارے میں مصنف کے بہترین مشاہدات پر مشتمل ہے۔ دوست احباب کی فرمائش پر آپ نے چند ایک کتب کے پیش لفظ تعارفی نوٹ بھی تحریر کیے۔ جن میں خواجہ معین الدین کی کتاب "مرزا غالب بندر وڈ پر" جناب انور مسعود کی کتاب "قطعہ کلامی"، کلیم عثمانی کا شعری مجموعہ، "دیوار حرف" وغیرہ شامل ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

مختار مسعود کا ذوق مطالعہ کمال درجے کا ہے۔ان کی ذاتی کتب خانے میں اردو، فارسی اور انگریزی کی بے شمار نادر اور نایاب کتب موجود ہیں۔اس حوالے سے بات کرتے ہوئے اپ کے ایک دیرینہ دوست لکھتے ہیں:

"ایک بار میں نے کہا کہ کل رات میں نے آپ کو خواب میں دیکھا۔۔۔اور ابھی میں نے فقرہ مکمل نہیں کیا تھا کہ آپ خوابوں کی تعبیر پر ایک نادر کتاب لے ائے اور فرمانے لگے آپ اس میں اپنے خوابوں کی تعبیر پڑھیں میں ابھی آیا۔۔۔۔" (۲۲)

الغرض تفاسیر قران، تاریخ اسلام، اسلامی شریعت، فقہ، جغرافیہ، اقبالیات، فلسفہ، شاعری اور متفرق وسائل ہر طرح کی کتاب آپ کے پاس موجود ہے۔ عام طور پر کسی شخص کے قد و قامت، خدوخال اور لباس کی وضع قطع سے اس کی شخصیت کا اندازہ کیا جاتا ہے۔یہ درست ہے کہ شخصیت کے عکاسی میں یہ چیزیں بھی شامل ہوتی ہیں لیکن شخصیت کا زیادہ تر تعلق انسان کے باطن سے ہوتا ہے جب کہ کردار معاشرتی اور سیاسی ہنگاموں میں ڈھلتا ہے اور شخصیت تفکر و تعمق سے صورت پزیر ہوتی ہے۔ جس شخص کا کردار محکم ہو گا وہ لازما خارج پسند ہو گا مگر شخصیت کے لیے خارج پسند ہونا ضروری نہیں۔

اصحاب کردار عموما یک رخی شخصیت کے مالک ہوتے ہیں ان کے افکار میں وہ بالیدگی اور زاویہ نظر میں وہ کشادگی نہیں ہوتی جو شخصیت سے خاص ہے۔(۲۳) شخصیت کی بلندی قدروں کے علو اور نصب العینوں کی بلندی سے وابستہ ہے۔ آدمی کا نصب العین جس قدر بلند ہو گا اس کی شخصیت بھی اسی نسبت بلند ہو گی۔"فن اور شخصیت" کے ربط باہم پر لن یوتانگ یوں بحث کرتے ہیں:

"جو فنکار عظیم شخصیت کا مالک ہو گا اس کا فن بھی عظیم ہو گا۔ دوسرے درجے کی شخصیتیں صرف دوسرے درجے کے فن کی ہی تخلیق کر سکتی ہیں۔" (۲۴)

مختار مسعود کی شخصیت میں ظاہری و باطنی دونوں خوبیوں کا کمال حاصل ہے۔ وہ ایک سنجیدہ، ذہین، مخلص اور کھرے انسان ہیں:

"وہ اپنے مخصوص انداز میں سفید شیشوں والی عینک کے پیچھے سے نیم باز آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ ان کے بالوں کی سفیدی ان کے چہرے کی رنگت کے ساتھ ملتی جلتی نظر آ رہی تھی۔"(۲۵)

آپ کی شخصیت کا رعب داب اور انانیت آپ کی تحریروں سے بھی جھلکتی ہے اس حوالے سے بات کرتے ہوئے ڈاکٹر سلیم اختر کہتے ہیں:

"میں مختار مسعود صاحب سے متعارف نہیں لیکن ان کی تحریر ان کی شخصیت کے نرگسی رجحانات کے غماز ہے۔"(۲۶)

افسرانہ شان و شوکت اور جاہ و جلال آپ کی شخصیت کا حصہ ہے جسے کسی بھی صورت آپ سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔

"مختار مسعود مزاج و کردار کے لحاظ سے ایک پیارا انسان سہی اور اس کی تحریر اردو نثر کی بیشتر خوبصورت روایات کا دلاویز امتزاج سہی مگر اس مشکل کا کیا علاج کہ وہ ایک سرکاری افسر ہے اور وہ اس پر ستم یہ کہ اعلی سرکاری افسر ہے۔"(۲۷)

مختار مسعود اپنی طبیعت کی احتیاط پسندی کے باعث لوگوں میں کم گھلتے ملتے ہیں اور خاصے محتاط رہتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے متعلق عمومی رائے یہ ہے کہ وہ انتہائی مغرور انسان ہیں جو اپنی افسرانہ شان و شوکت کی وجہ سے کسی کو خاطر میں نہیں لاتے۔ کچھ ایسے ہی خیالات کا اظہار جمیل الدین عالی نے بھی کیا ۔

"مختار مسعود میں ایک عیب اتنا بڑا ہے کہ ان کی تعریف سے جی ڈرتا ہے عیب بھی ایسا ہے کہ نہ یہ اسے چھوڑتے ہیں اور نہ وہ انھیں چھوڑتا ہے۔عیب کہ وہ C.S.P ہیں اور اس کے شاندار ماضی کا جاہ و جلال ان کے طبیعت پر چھایا رہتا ہے۔۔۔۔ہم نے ان سے محتاط ملاقاتوں کی ایک عمر گزار دی ہے یہ الگ بات ہے کہ ان سے دوستی تو کیا شہری واقفیت کا دعوی بھی نہیں کر سکتے۔" (۲۸)

یہ شخص اپنی اچھائیوں کا بھی علم نہیں ہونے دیتا۔ انھوں نے اپنے ذات پر اتنے خول لاد رکھے ہیں کہ اصل آدمی چھپ گیا ہے جو کہ بہت پیارا ہے۔۔۔۔۔۔ موصوف غلافوں کے اندر رہتے ہیں یہ جتنے عیاں ہیں اس سے زیادہ نہاں ہیں پھر انھوں نے جو غلاف اوڑھ رکھے ہیں ان کے شیڈ بھی مختلف ہیں اور دبازت بھی جدا جدا۔ (۲۹)

آپ ایک انتہائی بااصول انسان ہیں لیکن اصول ان کے کچھ اپنی ہی نوعیت کے ہیں اور زیادہ تر اپنی ہی زد میں آتے ہیں جو شخص جواز اور عدم جواز کی اخلاقی حیثیت کو اپنے دلائل سے ثابت کر سکتا ہے وہ بڑا چالاک شخص ہے ایسے مفہوم میں یہ بھی ایک سیدھے چلاک ہیں۔ان کی شخصیت ایک طلسماتی قلعے کی سی ہے جو ہے تو عظیم مگر اس میں داخل ہونے کا کوئی راستہ نہیں۔

آپ کو فطری مناظر بے حد خوبصورت لگتے ہیں۔ فطرت سے اس لگاؤ کا تذکرہ کرتے ہوئے بیگم عذرا مسعود کہتی ہیں کہ :

"مختار مسعود صاحب کو مناظر فطرت سے اس قدر محبت ہے کہ لکھنے اور پڑھنے کے دوران آپ کے سامنے کوئی نہ کوئی منظر ضرور ہونا چاہیے۔آپ کے مطالعہ کے کمرے کی ایک بڑی کھڑکی گھر کے لان میں کھلتی ہے جس میں فطرت اپنا حسن دکھاتی ہے۔"(۳۰)

مختار مسعود ایک خوش لباس اور نفیس انسان ہیں۔ بعض ناقدین کے خیال میں اس خوش لباسی کے پیچھے ایک نفسیاتی وجہ ہے۔ محمد طفیل اس ضمن میں یوں رقم طراز ہیں:

"انھوں نے اپنے والد کے درویشی کو نہ اپنایا بلکہ اس سے سبق حاصل کیا کیوں کہ وہ دنیا کی دوڑ میں پیچھے رہ گئے تھے وہ قصداً گوشہ نشین تھے یہ عمدہ محفلوں کی جان بنے وہ کم گو تھے انھوں نے برملا کہا میری بات سنو۔وہ میلے کپڑوں میں بھی اپنے آپ میں مست تھے انھوں نے خوش لباسی کو اپنا شعار بنایا۔ انھوں نے نہ صرف اپنی سیرت کو سنوارا بلکہ اپنی صورت کو بھی بنایا۔"(۳۱)

آپ کی شخصیت کی ایک بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر مشکل میں اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اپنے سجدوں کا حقدار صرف اسی ذات پاک کو سمجھتے ہیں ۔ کسی دوسرے کی بندگی کبھی قبول نہیں کرتے لوگ اسے آپ کا تکبر سمجھتے ہیں لیکن یہ تو آپ کا اللہ پر یقین ہے جو آپکو کسی کے سامنے جھکنے نہیں دیتا۔ ان کے خیالات میں عجب قسم کی طہارت ہے۔باتوں میں گلوں کی خوشبو اور مختصر یہ کہ انسان کا خدا،انسان ہی کے ذریعے انسان کی سرپرستی کرتا ہے خواہ روپ مختار مسعود کا ہو یا کسی اور کا۔(۳۲)

صوم وصلاۃ کی سختی سے پابندی کرتے ہیں ایک راسخ العقیدہ مسلمان ہونے کی وجہ سے قبر پرستی کو شرک سمجھتے ہیں۔ ان کا حافظہ بڑا اچھا ہے جو چیز ایک بار پڑھ لیتے ہیں وہ یاد رہتی ہے پھر اپنے مطالعے کا استعمال بھی بروقت کر سکتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ہمہ کوقت رعب ڈالنے کی پوزیشن میں ہوتے ہیں۔گفتگو بھی دلنشین لہجہ بھی لہجہ بھی طلسم وحیرت کا سماں باندھنے والا، لہٰذا مخاطب ماریکیوں نہ کھائے۔ان کے اسی توجہ شکن حافظے کے حوالے سے ایک دلچسپ واقعہ سنیے :

"ایک دفعہ انھوں نے ایک ادبی نشست میں تقریر کی وہ تقریر ایسی نپی تلی اور جامع تھی کہ کیا کوئی لکھ کر کرے گا سبھی متحیر ہوئے خوب داد ملی۔مارے خوشی کے ہم بھی اچھلے،اس تقریر کے بعد ان کے ایک بے تکلف دوست نے کہا۔"
خوب رہی تقریر، کوئی لفظ آگے پیچھے نہیں ہوا حتی کہ فل سٹاف کومے تک کا لحاظ رکھا— " میری ایک بات مانو۔ "
وہ کیا؟"اس تقریر کے حفظ کرنے سے بہتر تھا کہ تم قرآن کا ایک آدھ پارہ حفظ کر لیتے تاکہ ثواب تو ملتا۔"(۳۳)

مختار مسعود کے دوستوں میں ان کی حاضر جوابی اور بذلہ سنجی بھی مشہور ہے۔ بروقت جواب سے مخاطب کو لاجواب کر دیتے ہیں۔ان کا مزاج بھی ان کی شخصیت کی طرح گہرائی کا حامل ہوتا ہے۔اپنی خوراک کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ کھانا ہمیشہ وقت پر کھاتے ہیں۔ صبح سیر پر بھی باقاعدگی سے جاتے ہیں۔ٹینس شوق سے کھیلتے ہیں ان کی ان عادت کے حوالے سے بات کرتے ہوئے بیگم عذرا مسعود کہتی ہیں:

"آپ عام طور پر کھانے میں نقص نہیں نکالتے البتہ وقت پر کھانا کھا لیتے ہیں۔بے وقت کھانا پسند نہیں کرتے۔ بہت دھیمے مزاج کے ہیں۔ اونچی آواز میں بات نہیں کرتے۔ مخاطب کو بھی آپ کی آواز بمشکل سنائی دیتی ہے۔اگر کسی بات پر غصہ آجائے تو فوراً خاموش ہو جاتے ہیں۔"(۳۴)

اپنی سرکاری مصروفیات کی وجہ سے مختار مسعود اپنے بچوں کو زیادہ وقت نہیں دے پائے خاص کر بڑے بیٹے سہیل کی پیدائش تک آپ اس ذمہ داری کو قبول کرنے سے ہچکچاتے تھے جب آپ کے بڑے صاحبزادے سکول جانے لگے تو آپ کے والد سے شیخ عطااللہ نے آپ کو بلایا اور کہا کہ :

"اب اس کی فکر کرو"

جواب میں مختار مسعود نے کہا:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

"پہلے میں اپنی فکر تو کرلوں"(۳۵)

البتہ بعد میں چھوٹے بچوں کو خاصا وقت دیا لیکن بڑا بیٹا اب بھی ان سے ڈرتا ہے۔اس حوالے سے بات کرتے ہوئے بیگم عذرا مسعود کہتی ہیں:

"مختار مسعود بہت گہرے آدمی ہیں جلد کسی کی سمجھ میں نہیں آتے شادی کے شروع دنوں میں میں بہت پریشان ہو گئی تھی لیکن آہستہ آہستہ ان کو سمجھنے لگی۔ بہت بے چین طبیعت رکھتے ہیں۔ کہیں ٹک کر تھوڑی دیر بھی نہیں بیٹھ سکتے۔ سیر کے بہت شوقین ہیں پوری دنیا دیکھ چکے ہیں مگر اب بھی یہ شوق باقی ہے۔ زندہ دل ہیں۔ سیر کے دوران مشاہدہ کرتے ہیں اور بچوں کو بھی دیکھ کر سیکھنے کی نصیحت کرتے ہیں مگر بچے اس سے گھبراتے ہیں البتہ چھوٹی بیٹی عالیہ کی عادات بڑی حد تک ان پر ہیں سیار کا شوق اور مشاہدے کی عادات اسے بھی ورثے میں ملی ہے۔"(۳۶)

ہر کام سوچ سمجھ کر اور Planning سے کرتے ہیں۔ اس لیے ہر کام میں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ ٹھوس اور مدلل گفتگو کے عادی ہیں۔ ہر شخص خوبیوں اور خامیوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ لہٰذا مسعود صاحب کی شخصیت کے بھی کچھ پہلو قابل گرفت ہیں۔اس حوالے سے محمد طفیل اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"غرض میرا یہ مضمون ان کے مزاج اور میرے افکار ہی کی طرح ٹیڑھا ہوگا۔ مجھے ان کے مزاج کی نہیں اپنے دماغ کی ٹیڑھ کی فکر ہے۔۔۔۔ مسعود دوسروں کی تعریف کم کرتے ہیں اپنی تعریف سن کر زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ معاملہ خست کا نہیں احتیاط کا ہے۔ احتیاط ان کی زندگی پر اس قدر حاوی ہو چکی ہے کہ اب وہ عیب کا درجہ حاصل کر چکی ہے اگر ان کے ہاں اس نوع کی خوشی ملے گی تو وہ بھی بالواسطہ براہ راست نہیں مثلاً اندازہ یہ ہوگا کہ طفیل صاحب کے لیے تو نہیں البتہ نقوش کے لیے پندرہ بیس منٹ نکالے جا سکتے ہیں یعنی کسی بھی وقت آسمان سے نیچے نہیں اترتے۔"(۳۷)

مختار مسعود کی باتیں گہرائی و گیرائی لیے ہوئے ہوتی ہیں ان کی معونیت جاننا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ لہٰذا اکثر لوگ اپنی نا سمجھی کی وجہ سے پریشان ہو جاتے ہیں اور ان سے متنفر بھی۔

"انھیں اپنے جملوں کی ندرت سے غرض ہے کسی کے جذبات سے نہیں جو انھیں قریب سے نہیں جانتے وہ ان کی جملہ بازی سے پریشان ہو سکتے ہیں ان کے دل میں کچھ ہوتا ہے اور زبان پر کچھ ان کی زبان سے شکایت ہو سکتی ہے ان کے دل سے نہیں کیوں کہ وہ بہت تربیت یافتہ ہے ویسے آجکل یہ خود نمائی کے بعد خود شناسی کی منزل میں ہیں لیکن خود رفتگی کی منزل آئے گی ضرور۔"(۳۸)

آپ کی شخصیت کا یہ پہلو کہ آپ اپنے علاوہ کسی کو کچھ نہیں سمجھتے بہت سے لوگوں کو شکایت کا موقع فراہم کر دیتا ہے۔ایسی ہی ایک شکایت ایڈیٹر نقوش محمد طفیل کو آپ سے رہی وہ لکھتے ہیں کہ:

"آپ بہت اچھے آدمی ہیں اس لیے کہ افسروں کو افسر نہیں سمجھتے اور ادیبوں کو ادیب نہیں سمجھتے۔انا کہ اس بادشاہ کی یہ ادا دیکھیے کہ رشید احمد صدیقی ایسا ادیب ابھی پاکستان کے مقدر میں نہیں ہوا۔ انھوں نے موصوف کے مضمون "مینار پاکستان" پر جو رائے لکھی وہ ان کی کتاب کے فلیپ پر مجود ہے۔انھوں نے رشید احمد صدیقی کی رائے تو درج کر دی مگر نام نہ لکھا جیسے وہ کوئی اہمیت والی بات نہ ہو دیکھا آپ نے ان کا کروفر۔جب نشہ طلوع ہوتا ہے تو یونہی ہوتا ہے یہ راز کی بات مجھے اس لیے معلوم ہے کہ وہ خط جس میں یہ رائے درج تھی میرے پاس ایا تھا یا یہ کہہ لیجیے کہ میرے نام آیا تھا۔"(۳۹)

اسی حوالے سے ایک اور رائے ملاحظہ کیجیے:

"جن دنوں یہ بہاولپور میں ڈپٹی کمشنر تھے ان دنوں وہاں جو کمشنر تھے وہ بھی اپنے مہمان تھے۔ میں نے ان سے پوچھا مسعود صاحب! ٹھیک ٹھاک چل رہے ہیں؟ آپ کو کوئی شکایت تو نہیں؟ انھوں نے جواب میں مسکرانا اور صرف

اتنا کہنا مناسب سمجھا: یہ تو آپ کے بھی علم میں ہے کہ وہ اپنے سے زیادہ کسی کو عقل مند نہیں سمجھتے باقی سب خیریت ہے۔"(۴۰)

اس تمام نرگسیت کے باوجود وہ انتہائی عاجز انسان ہیں بظاہر مغرور نظر آنے والا شخص اور دوسروں کو کچھ نہ سمجھنے والا آدمی اپنے اصل کو کبھی فراموش نہیں کرتا اپنی اصلیت و حقیقت کو یاد رکھتا ہے۔

" کبھی کبھی اپنا دماغ درست کرنے کی غرض سے ٹاٹ پر اخبار بچھا کر کھانا تناول فرما لیتے ہیں۔"(۴۱)

اسی طرح اپنے نفس کو موٹا ہونے سے بچانے کے لیے اپنی پرانی چیزوں کو نکال کر دیکھتے ہیں اور اس مقام اور مرتبے کے لیے خداوند تعالیٰ کا شکر بجا لاتے ہیں۔ مختار مسعود کے خیال میں زندگی حرکت اور عمل سے عبارت ہے لہٰذا وہ کبھی فارغ نہیں بیٹھتے اور کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ:

"زندگی بغیر کسی اعلیٰ مقصد کے ہو تو تاحد نگاہ قبریں ہی قبریں اور تاحد خیال موت ہی موت لیکن آرزو کا ایک چھوٹا خیال روشن کر لیں تو تاحد نگاہ چراغ ہی چراغ اور تاحد خیال روشنی ہی روشنی ہو جاتی ہے۔"(۴۲)

جو شخص زندگی گزارنے کا اتنا مثبت نظریہ رکھتا ہو۔ عظمت اور رفعت میں اس سے کیونکر دور رہے۔ اسی عرق ریزی اور لگن نے آج انھیں اس قابل بنا دیا ہے کہ لوگ ان کے تجربات اور مشاہدات سے مستفید ہو رہے ہیں۔ مسعود صاحب نے ہمیشہ دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کی سرکاری کاموں کے لیے کبھی "سٹاف کار" کا استعمال نہیں کیا۔ آپ اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز رہے لیکن ہمیشہ دیانت داری سے اپنا کام کیا اور کبھی کوئی ایسا فیصلہ نہیں کیا جس کا خمیازہ پوری قوم کو بھگتنا پڑے۔ یہ سب آپکے والدین کی تربیت کا نتیجہ ہے اور آپ کی اعلیٰ ظرفی، شخصیت کی خوبصورتی اور باا صول و باعمل زندگی کا اعجاز ہے۔ مختصراً یہ کہ:

"یہ ان لوگوں میں سے نہیں جو خدا سے مرادیں مانگتے ہیں بلکہ ان لوگوں میں سے ہیں جو صرف عمل کی توفیق مانگتے ہیں کیوں کہ مرادیں عمل سے مربوط ہیں۔" (۴۳)

حوالہ جات و حواشی

1. www.hallagulla.com
2. www.interface.com
3. www.amazon.com
4. www.wikipedia.org
5. www.powerset.com
6۔ محمد انصر، شیخ عطاءاللہ کی علمی وادبی خدمات (مقالہ برائے ایم اے اردو) لاہور، پنجاب یونیورسٹی، 1989، ص: 16
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً
9۔ طاہرہ پروین، مختار مسعود کی شخصیت اور فن (مقالہ برائے ایم اے اردو)، لاہور، پنجاب یونیورسٹی، 1991، ص: 7
10۔ مختار مسعود سے راقم کی ملاقات بتاریخ 6۔ اگست بمقام العطا 177 اشادمان، لاہور
11۔ ضمیر جعفری سید آواز دوست کی چھ لہریں مشمولہ کتابی چہرے، راولپنڈی، جنگ پرنٹنگ پریس، 1977، ص: 86
12۔ نظیر صدیقی، تفہیم و تعبیر، لاہور، کاروان ادب، 1983، ص: 209
13۔ اختر امان، تماشا میرے آگے مشمولہ سات رنگ، راولپنڈی، ایس ٹی پرنٹرز 1986 ص: 96
14۔ مختار مسعود سے راقم کی ملاقات، بتاریخ 6 اگست بمقام العطا 177 اشادمان، لاہور
15۔ ایضاً
16۔ طاہرہ پروین، مختار مسعود کی شخصیت اور فن، ص: 22
17۔ ایضاً، ص: 24

18۔ محمد انصر، شیخ عطاءاللہ کی علمی وادبی خدمات، ص: 24

19۔ اختر امان، تماشامیرے اگے مشمولہ سات رنگ، ص: 95

20۔ طاہرہ پروین، مختار مسعود کی شخصیت اور فن، ص:27

21۔ مختار مسعود سے راقم کی ملاقات، بتاریخ6اگست بمقام العلطا177اشادمان، لاہور

22۔ طاہرہ پروین، مختار مسعود کی شخصیت اور فن، ص:35

23۔ شوکت سبز واری، ڈاکٹر، ادب میں شخصیت مشمولہ نئ پرانی قدریں، کراچی، مکتبہ اسلوب، 1961 ء، ص:82

24۔ علی عباس جلالا لپوری، سید فن اور شخصیت، مشمولہ فنون شمارہ اکتوبر نومبر، لاہور، 1964 ء، ص:37

25۔ اختر امان، تماشامیرے آگے، مشمولہ سات رنگ، ص:101

26۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، روزنامہ جنگ، لاہور، من آنم کہ من دائم، مختار مسعود، 15 جنوری1973ء، ص:39

27۔ احمد ندیم قاسمی، روزنامہ جنگ، لاہور، من آنم کہ من دائم، مختار مسعود 7فروری1992ء، ص:40

28۔ جمیل الدین عالی، سید، روزنامہ جنگ، کراچی، من آنم کہ من دائم، مختار مسعود، 18فروری1973ص:23

29۔ محمد طفیل، معظم، لاہور، نقوش پریس، 1974ء، ص:199

30۔ طاہرہ پروین، مختار مسعود کی شخصیت اور فن، ص:46

31۔ محمد طفیل، معظم، ص:199

32۔ ایضاً، ص:200

33۔ ایضاً، ص:197

34۔ طاہرہ پروین، مختار مسعود کی شخصیت اور فن، ص:55

35۔ ایضاً، ص:56

36۔ ایضاً، ص: 57

37۔ محمد طفیل، معظم، ص:184

38۔ ایضاً، ص:179

39 ۔ ایضاً

40۔ ایضاً

41۔ طاہرہ پروین، مختار مسعود کی شخصیت اور فن، ص: 62

42۔ مختار مسعود، سفر نصیب، لاہور، فیروز سنز، 2007 ء، ص:152

43۔ محمد طفیل، معظم، ص: 201